استفتاء

حضرت مفتی صاحب میرے دادا جان کا انتقال ہوا، بوقتِ انتقال جائیداد ان کے نام اور قبضہ میں تھی اور انتظامی معاملات میرے والد صاحب کے پاس تھے، دادا کے انتقال کے بعد ان کی جائیداد قانونی طور پر ورثاء کے نام ہوگئی، لیکن میری ایک پھوپھی کے علاوہ بقیہ پھوپھیوں نے وراثت میں حصہ لینے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ ہم اپنا حصہ اپنے اکلوتے بھائی کو دیتی ہیں، لیکن عدالت میں اس بات کے بیانات سستی، سادگی، عمر کی زیادتی اور سفری مشکلات کی وجہ سے نہیں دیے تھے کیونکہ میری پھوپھیاں ھارون آباد میں رہائش پذیر تھیں اور زمین صادق آباد میں تھی، اور جس بہن نے حصہ کا مطالبہ کیا والد صاحب نے اس کو اس کا حصہ دے دیا تھا، اس کے بعد میرے والد صاحب بہنوں کی حیات میں کاشت کرتے رہے، اور بہنوں کی طرف سے ملا ہوا حصہ اور اپنی جائیداد اپنی اولاد (بیٹے اور بیٹیوں) میں تقسیم کر دی، اس کے بعد سے لے کر اب تک میں ہی اس زمین کو کاشت کر رہا ہوں۔

میری پھوپھی کی اولاد میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور نہ ہی اس زمین کا مطالبہ کیا، میری ایک پھوپھی نے عدالت میں جا کر میرے حصہ میں آئی زمین کا میرے حق میں بیان دے دیا اور اپنی جائیداد میرے نام کروا دی، بقیہ پھوپھیوں نے بیان نہیں دیا تھا۔

بیس سالوں کے بعد میری ایک پھوپھی کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی والدہ کا حصہ لینا ہے، حالانکہ اس کے بہن و بھائیوں میں سے کوئی اور مطالبہ نہیں کر رہا اور اس کی والدہ نے اپنی حیات میں بھی اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ میں نے اپنا حصہ اپنے بھائی کو دے دیا ہے میری وفات کے بعد کسی نے مطالبہ نہیں کرنا اور اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ بیس سال سے زائد میری والدہ کی جو آپ نے زمین استعمال کی ہے اس کا ٹھیکہ بھی وصول کرنا ہے۔ اس تفصیل کے پیشِ نظر چند سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

1۔۔۔ کیا اب میرے پھوپھی زاد کا میرے والد سے اس زمین کا مطالبہ کرنا درست ہے؟

2۔۔۔ بیس سال سے زائد عرصہ تک ٹھیکہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا، اور نہ ہی کوئی اعتراض کیا گیا، اب اس عرصہ کے ٹھیکہ کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

3۔۔۔ جس بہن نے اپنا حصہ بھتیجے کو دینے کا عدالت میں جا کر بیان دیا تھا، اس کو بھی حصہ دینا لازم ہے؟

مستفتی: رانا مبشر ہارون آباد
03036198561

جواب صفحہ کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

دار الافتاء صادق آباد

Scanned with CamScanner

الجواب باسم ملہم الصواب

مفتی غیب نہیں جانتا، بلکہ پوچھے گئے سوالات کے مطابق جواب دیتا ہے اور ذکر کردہ حالات وواقعات کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد سوال کے جواب سے پہلے بطورِ تمہید یہ بات سمجھ لیں کہ اگر بہنوں میں سے کوئی بہن اپنا حصہ بھائی کو ہبہ کردے تو یہ ہبہ نافذ ہوگا یا نہیں؟ اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اس کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے ہر ایک کا حکم الگ ہے، اگر موروثہ جائیداد بہنوں کے نام انتقال سے پہلے اپنا حصہ کسی بھائی کو ہبہ (گفٹ) کردیں یا مورث نے اپنی زندگی میں ہی اس جائیداد پر قبضہ واختیار بیٹے کو دے دیا ہو اور مورث کے انتقال کے بعد بہنیں اپنے بھائی کو ہبہ (گفٹ) کردیں تو ان دونوں صورتوں میں چونکہ بہنوں کا قبضہ نہیں پایا گیا، بلکہ قبضہ سے پہلے بھائی کو ہبہ کر رہی ہیں اس لیے ایسا ہبہ درست نہیں ہوتا اور وہ جائیداد بدستور بہنوں کی مِلک رہتی ہے۔ البتہ اگر مورث کے انتقال کے بعد جائیداد کا انتقال بہنوں کے نام ہونے کے بعد بہنیں بھائی کے حق میں بیان دے دیں یا مورث کے انتقال کے وقت وہ جائیداد مورث کے قبضہ میں ہو اور مورث کی وفات اور ورثاء کے نام انتقال ہونے کے بعد بہنیں وہ جائیداد بھائی کو ہبہ کردیں تو ایسی صورت میں چونکہ اس جائیداد پر قبضہ اور اختیار بہنوں کو حاصل ہو گیا اس کے بعد بہنوں نے بھائی کو اپنا حصہ ہبہ کیا ہے اس وجہ سے یہ ہبہ درست ہو جائے گا۔

واضح رہے کہ قابلِ تقسیم جائیداد کو تقسیم سے پہلے غیر شریک کو ہبہ کرنے سے تو ہبہ نافذ نہیں ہوتا، البتہ اگر تقسیم سے قبل شریکِ جائیداد کو ہبہ کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ (ملاحظہ ہو امداد الاحکام ج4، ص38)

1، 2---اس تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ مسئولہ صورت میں بوقتِ انتقال جائیداد آپ کے دادا (مورث) کے قبضہ میں تھی اور انتقال کے بعد بہنوں کے نام ہونے کی وجہ سے بہنوں کے قبضہ میں آ گئی تھی اور مذکورہ جائیداد چونکہ قبضہ کے بعد بہنوں نے اپنے شریک کو ہبہ کی ہے اور اس پر بھائی کو قبضہ بھی دے دیا تھا، جس کی وجہ سے مذکورہ جائیداد آپ کی پھوپھیوں کی ملکیت سے نکل گئی اور آپ کے والد اس کے مالک بن چکے تھے، لہٰذا اب آپ کی پھوپھی کے بیٹے کا جائیداد اور سابقہ سالوں کے ٹھیکہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہے۔

3---آپ کے والد صاحب نے مذکورہ جائیداد چونکہ آپ کو ہبہ کرکے مالک و قابض بنا کر دے دی تھی لہٰذا آپ کی پھوپھی کا اپنے حصہ کا انتقال آپ کے نام کروانا درست ہے، اور آپ پر اپنی پھوپھی کو حصہ واپس کرنا لازم نہیں۔

الدر المختار (692/5)

لا تتم بالقبض فیما یقسم ولو وہبہ لشریکہ أو لأجنبی لعدم تصور القبض الکامل کما فی عامۃ الکتب فکان ھو المذھب وفی الصیرفیۃ عن العتابی وقیل یجوز لشریکہ وھو المختار فإن قسمہ وسلمہ صح لزوال المانع.

دار الافتاء صادق آباد
الفلاح ٹاؤن صادق آباد اسلامی جمہوریہ پاکستان

Scanned with CamScanner

درر الحکام، المبحث الاوّل فی حق الشروط الباقیۃ (421/2)

لو وهب أحد الشريكين حصته في المال المشترك بينهما شائعا للآخر مثلا لو كان قصر مشترك ابين زيد وعمرو شائعا ووهب زيد لعمرو حصته وسلمه إياها فهذه الهبة صحيحة عند بعض الفقهاء أما البعض الآخر منهم فقالوا بأن القول بصحة هذه الهبة هو لابن أبي ليلى أما ظاهر أقوال الفقهاء فهو بعدم صحة الهبة للشريك أيضا (الطحطاوي).

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عمار یاسر شاہ عفی عنہ

دار الافتاء: صادق آباد

19/رجب المرجب 1441ھ بمطابق 15/مارچ 2020ء

دستخط: مفتی محمد ابراہیم صاحب مدظلّہ

الجواب صحیح

محمد ابراہیم

۲۱/۷/۱۴۴۱ھ

دار الافتاء صادق آباد

مفتی

دستخط: مفتی احسن عزیز صاحب مدظلّہ

الجواب صحیح

عفی عنہ

۱۴۴۱ھ

دار الافتاء صادق آباد

نائب مفتی

دستخط: مفتی طارق بشیر صاحب مدظلّہ

الجواب صحیح

طارق بشیر عفی عنہ

19 ۱۴۴۱ھ

دار الافتاء صادق آباد

نائب مفتی

دار الافتاء

صادق آباد

فتویٰ نمبر 45/48

مورخہ ۲۱/۷/۱۴۴۱ھ